www.novelsclubb.com
سیاہ
سفید
از قلم تحریم صدیقی
:novelsclubb
03257121842
read with laiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سیاہ سفید

از قلم

تحریم صدیقی

www.novelsclubb.com

سیاہ سفید

از قلم تحریم صدیقی

قسط۳:

گھڑی کی سوئی صبح کے آٹھ بجا رہی تھی۔ کھڑکی سے آتی سورج کی کرنیں پردوں کی اوٹ میں چھپتے ہوئے بیڈ پر سوئے نفوس کو دیکھ رہی تھیں۔اس کمرے کے درودیوار اتنی دیر تک رات کے ماحول میں ڈوبے رہنے کے عادی نہیں تھے۔

اچانک بیڈ پر لیٹا وجود کسمسایا۔ خمار آلود آنکھیں آہستگی سے کھولتے ہوئے وہ سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے اپنا موبائل فون ڈھونڈ رہا تھا۔ موبائل ہاتھ میں آتے ہی اُس نے فون کی سکرین روشن کرتے ہوئے اپنے قریب کی۔ سکرین پر '8:15' جگمگا رہا تھا۔ وہ جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں اتنی دیر تک کیسے سوتا رہا؟" خود کلامی کرتے ہوئے وہ خود پر سے کمبل اتارنے لگا۔ فرش پر کھڑے ہوتے ہی سر اتنا شدید چکرایا کہ خود کو سہارا دینے کی خاطر اُسے واپس بیٹھنا پڑا۔ خود کو بحال کرنے کے بعد اُس نے موبائل پر سیلفی کیمرہ آن کیا۔ گلابی ہوتی آنکھیں، گالوں پر آتی سرخی اور چہرے سے ٹپکتی تھکن۔ اُسے یقیناً بخار تھا۔ مگر ہمیشہ کی طرح خود کو اہمیت دیے بغیر وہ واپس کھڑا ہوا۔ اب کی بار پورے جسم میں درد کی لہر دوڑی۔ مشکل سے قدم بڑھاتے ہوئے وہ باتھروم کے دروازے تک آیا کہ ایک اور چکر نے اُسے دیوار تھامنے پر مجبور کر دیا۔ سب کچھ نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔ خود کو سہارا دیتے ہوئے وہ پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

یکدم سر میں درد کی شدید لہر اٹھی۔ اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے کنپٹیاں مسلتے ہوئے خود کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ مگر شاید، جسم سے ساری طاقت ختم ہو گئی تھی۔ وہ بے حال سا ہو کر صوفے پر ڈھے گیا۔

---------★---------

آسمان پر موجود سورج پورے آب وتاب سے چمکنے کے باوجود اس وقت چلتی ٹھنڈی ہوا کے اثر کو کم کرنے میں ناکام رہا تھا۔ صبح کی تازگی اور ہوا کی خنکی، فنکارانہ طبیعت رکھنے والے افراد کے لیے بہت موزوں تھی۔ اسی لیے فنونِ لطیفہ سے شغف رکھنے والے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں اس خوبصورت ماحول سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنے اپنے شوق کے حساب سے مختلف مشغلوں میں مصروف تھے۔ ایسا ہی ایک فنکار، اپنے اپارٹمنٹ کی گولائی شکل والی بالکونی میں سٹول پر بیٹھا سامنے ایزل پر لگے کینوس پر رنگوں کی بارش کر رہا تھا۔

بالکونی کی گرِل کے ساتھ لگے قطار در قطار چھوٹے گملے، سامنے والی دیوار پر لٹکتی فیری لائٹس، پچھلی دیوار پر سجے رنگ برنگے کینوس اور ان سب کے درمیان موجود وہ۔ ہاتھ میں پکڑا پینٹ برش بہت مہارت سے کینوس پر چل رہا تھا۔ اس کی

www.novelsclubb.com

آنکھیں کینوس پر مرکوز تھیں مگر دماغ کہیں اور تھا۔ جیسے وہ اپنے لاشعور میں ابھرتے تصورات کو حقیقی شکل دے رہا ہو۔

دیکھتے ہی دیکھتے کینوس پر کسی لڑکی کی شکل ابھرنے لگی۔ ڈھیلے جوڑے میں قید ڈارک براؤن بال، کنچی آنکھیں، گلابی لپسٹک سے لبریز ہونٹ اور مسکراتا ہوا چہرہ۔ برش پکڑا ہاتھ تھما تو جیسے وہ کسی ٹرانس سے باہر آیا۔ پینٹ کیا چہرہ دیکھا تو اعصاب تن گئے۔ پاس رکھا سرخ پینٹ کا ڈبہ اٹھایا اور کینوس پر اُلٹ دیا۔ لڑکی کی شکل سرخ پینٹ تلے چھپ گئی۔ وہ کینوس بالکل سرخ رنگ میں نہا گیا۔ خون جیسا سرخ۔ یا شاید آگ جیسا سرخ۔ جو بھی تھا، بہت غیر آرام دہ تھا۔

"مجھے نفرت ہے تم سے۔ اس قدر نفرت کے تم میرے سامنے آؤ تو میں تمہیں دیکھے بغیر پلٹ جاؤں۔" وہ بے بسی سے چلایا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں ہر دفعہ میرے کینوس پر تمہاری پرچھائی چھپ جاتی ہے؟ کیوں؟" وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔ آنسوؤں کا گولا حلق میں اٹکنے لگا تھا۔ کاش وہ رو سکتا۔ مگر تنہا ہونے کے باوجود بھی وہ اِس لڑکی کی خاطر خود کو کمزور ہونے نہیں دے گا۔

---------★---------

دائیں ہاتھ میں بھاپ اڑاتا کافی کا کپ تھامے وہ اپنے فلور پر اتری۔ اپنے ڈیسک کے پاس پہنچ کر کافی کا مگ سامنے رکھا۔ سائیڈ پر موجود لکڑی کی شیلف پر سامنے رکھی فائل اٹھائی اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے وہ فائل کی ریویو رپورٹ لکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

آج اس فلور پر حد سے زیادہ خاموشی تھی۔ کسی نے اسے صبح صبح پریڈ کے لیے نہیں بلایا تھا۔ نہ ہی آج اسے میریتھون میں بھاگتے ہوئے اپنے باس کے آرڈر فالو کرنے پڑے تھے۔ شاید باس کا موڈ اچھا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اُس نے سر اٹھایا۔ مرتاض کے آفس سے نتاشہ نکل رہی تھی۔ چہرے پر فرسٹریشن کے آثار تھے۔

"مجھے مرتاض کا شیڈول جاننا ہے۔" وہ ماریہ کے ڈیسک کے پاس کھڑی تھی۔

"باس کا آج کا شیڈول تقریباً فری ہے۔ صرف ڈنر پر ایک میٹنگ ہے۔"

"وہ آج آفس کیوں نہیں آئے؟ میں پچھلے ایک گھنٹے سے اُن کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"باس آفس نہیں آئے؟" ماریہ حیران تھی۔

"آپ مرتاض کی سیکرٹری ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم وہ کہاں ہیں؟" فرسٹریشن میں مزید اضافہ ہوا۔

"میں کال کر کے پوچھتی ہوں۔"

"اُس کا موبائل پاور آف ہے۔" ماریہ کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔ آج تک مرتاض کبھی بھی آفس کے لیے لیٹ نہیں ہوا تھا۔ آف کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"باس کا موبائل پاور آف ہے!" زیرِ لب دہرایا۔ چہرے پر حیرانی کے واضح آثار تھے۔

"ایک سیکرٹری کا فرض ہے کہ اُسے اپنے باس کے شیڈول کے بارے میں سب معلوم ہو۔ حتٰی کے آفس نہ آنے کے بارے میں بھی۔" جتانے والے انداز میں کہتے ہوئے وہ لفٹ کی جانب بڑھ گئی۔

--------★---------

"میرا بچہ کیا کر رہا ہے؟" کھلے دروازے سے رباب کو اپنی الماری کے کپڑے بکھیرتے ہوئے دیکھا تو وہ اندر چلی آئیں۔

"مجھے میرا فیورٹ ڈریس نہیں مل رہا۔"

"کونسا ڈریس؟" وہ بیڈ پر پڑے کپڑوں کے ڈھیر کی سائیڈ میں جگہ بنا کر بیٹھ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"سی گرین کلر کی فش ٹیل میکسی۔" وہ تھک ہار کے پاس رکھے صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

"وہ ڈریس تو میں نے آئمہ کو دے دیا۔"

"کیوں؟"

"اس نے پارٹی پر جانا تھا۔اس لیے۔" انداز بہت عام سا تھا۔

"آپ جانتی ہیں مجھے اپنی فیورٹ چیزیں شیئر کرنا بالکل پسند نہیں ہے۔" وہ چلائی۔

"رباب! کام ڈاؤن۔"

"آپ ایسے کیسے میری کوئی بھی چیز کسی کو دے سکتی ہیں؟"

"ایک ڈریس ہی تو ہے۔میں تمہیں نیا دلوا دوں گی۔"

"آپ جتنے مرضی ڈریسز خرید دیں۔کوئی بھی اُس ڈریس جیسا نہیں ہو گا۔" لہجہ بد تمیزانہ ہوا۔

''تم دن بادن ایگریسیو(جارحانہ)ہوتی جارہی ہو۔'' وہ پریشانی سے بولیں۔

''میں ایگریسیو نہیں ہورہی۔آپ لوگ میرے ساتھ زیادتی کررہے ہیں۔'' آواز اونچی ہوئی۔

''کہیں کا غصہ کہیں مت نکالو۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔رباب نے رخ پلٹ لیا۔

''میں کسی سائیکولوجسٹ سے اپائنٹمنٹ لیتی ہوں۔تمھیں کاؤنسلنگ کی ضرورت ہے۔''

''میں پاگل نہیں ہوں۔'' وہ پوری شدت سے چلائی۔

''مجھے معلوم ہے۔لیکن اگر تم جلد ہی کسی سائیکولوجسٹ سے نہ ملیں تو ضرور پاگل ہو جاؤ گی۔'' دروازہ بند کرتے ہوئے وہ باہر آگئیں۔رباب کو سائیکولوجسٹ سے ملنے کا کہنا بہت مشکل کام تھا۔انہوں نے دل پر پتھر رکھ کر اُس سے یہ بات کی تھی

کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اگر اس کے مسئلوں کو ڈیل نہ کیا گیا تو جلد یا بدیر وہ نارمل نہیں رہے گی۔ یقیناً کوئی بھی اپنی اولاد کو ابنارمل ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔

---------★-----------

لاؤنج میں موجود گہرے نیلے رنگ کے صوفوں پر وہ دونوں آمنے سامنے براجمان تھیں۔ رفعت بی تجزیہ نگار آنکھوں سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔

''مجھے مرتاض حیدر سے ملنا ہے۔'' اُس نے اجازت لینے والے انداز میں کہا۔

''پہلے مرتاض کی دادی سے مل لو۔'' نتاشہ بدقت مسکرائی۔

''مرتاض نے کبھی بتایا نہیں کہ وہ اپنی دادی کے ساتھ رہتا ہے۔'' جب کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ یہی بول گئی۔

''میرا پوتا ہر کسی کو اپنے گھر کی باتیں نہیں بتاتا۔'' اس ایک جملے سے نتاشہ سمجھ گئی کہ وہ اُس کی موجودگی کو خاص پسند نہیں کر رہی تھیں۔

"ہم لوگ بزنس پارٹنرز ہیں۔"

"میرا پوتا لڑکیوں کو زیادہ پسند نہیں کرتا۔ سوائے اپنی سیکرٹری ماریہ کے۔" اس بات پر اُس نے بامشکل مسکراہٹ دبائی۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ اُن دونوں کی بہت بنتی ہے۔" تردید نہیں کی۔

"تم میرے پوتے کو پسند تو نہیں کرتیں؟" بہت صاف گوئی سے پوچھا گیا۔

"میں کام کو صرف کام کی حد تک رکھنے کی قائل ہوں۔"

"مرتاض سے ملنے گھر کیوں آئی ہو؟ کیا وہ تمہاری کال پِک نہیں کر رہا؟"

"ایکچوئیلی مجھے کچھ کام تھا۔ لیکن مرتاض صاحب آفس نہیں آئے اس لیے مجھے گھر آنا پڑا۔ آپ کو تکلیف دینے کے لیے معذرت۔" وہ سنجیدہ ہو گئی تھی۔

"سیڑھیاں چڑھ کے دائیں طرف پہلا کمرہ مرتاض کا ہے۔" کہتے ساتھ ہی وہ اپنے میگزین کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ نتاشہ نے اپنا بیگ اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھ گئی۔

پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔روشنی کا واحد ذریعہ پردوں کی اوٹ سے باہر نکلتی سورج کی کرنیں تھیں۔نتاشہ نے لائٹ آن کی تو بیڈ پر سوتا مرتاض نظر آیا۔ وہ شاید گہری نیند میں تھا۔وہ پلٹنے لگی تھی کہ کسی خیال کے تحت رک گئی۔

''اس کا چہرہ سرخ کیوں ہو رہا ہے؟ کمرے کا ٹمپریچر تو نارمل ہے؟'' وہ زیرِلب بڑبڑاتے ہوئے اُس کے بیڈ تک آئی۔ماتھے پر ہاتھ رکھا تو لگا گویا کسی نے گرم کوئلوں پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔اُس نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔اسے بہت تیز بخار تھا۔

www.novelsclubb.com

''مرتاض!'' وہ اُس کا کندھا ہلانے لگی۔ مگر وہ بے خود تھا۔

اس نے مرتاض کی دادی کے پاس جانے کا سوچا مگر ان کے سرد رویے کا سوچ کر ارادہ ترک کر دیا۔کچھ سوچتے ہوئے جلدی سے اپنے ہینڈ بیگ سے موبائل فون نکالا اور اپنے فیملی ڈاکٹر کو کال ملائی۔ کال سے فارغ ہونے کے بعد وہ باتھروم سے

ڈونگے میں نیم گرم پانی بھر لائی۔ کاٹن کے رومال کی تہہ لگا کر اسے پانی میں ڈبو کر نچوڑا۔ ہلکے ہاتھوں سے رومال کو مرتاض کے ماتھے پر پھیرتے ہوئے وہ اسے کسمسانے پر مجبور کر چکی تھی۔

جب تک ڈاکٹر اوپر کمرے میں تشریف لائے، وہ مرتاض کو بیڈ سے ٹیک لگا کر بٹھا چکی تھی۔ دادی بھی ڈاکٹر کو دیکھ کر پریشانی کے باعث اوپر آ گئی تھیں۔ مرتاض نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے درمیانے عمر کے ڈاکٹر کو دیکھا۔ نتاشہ گلاس ہاتھ میں پکڑے مرتاض کو گھونٹ گھونٹ پانی پلا رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے اپنے ستھیٹوسکوپ کا چیسٹ پیس اس کے سینے پر رکھا۔ چند منٹ یونہی گزر گئے۔

”برخوردار! آپ کو بخار ہے۔ آرام کی ضرورت ہے۔“ انداز سے شفقت جھلک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''ڈاکٹر صاحب یہی تو مسئلہ ہے۔ آرام جیسا لفظ اِس کی قیمتی ڈکشنری میں نہیں ہے۔ آفس جاتا ہے تو گھر آنے کا نام نہیں لیتا۔ کام کے علاوہ اسے کچھ نہیں سوجھتا۔ کچھ کھانا پینا اس پر حرام ہے۔ سارا دن اپنی کالی کڑوی کافی پی کر معدہ جلاتا ہے۔ میری کوئی بات نہیں سنتا۔'' رفعت بی کی شکایتوں پر ڈاکٹر اور نتاشہ، دونوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

''تین چار دن آپ نے مکمل آرام کرنا ہے۔ پانی اور فریش جوس کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنا ہے۔ سکرین ٹائم بہت کم ہو۔ کوشش کریں کہ کام کو زیادہ سر پر سوار نہ کریں۔ میں نے کچھ ٹیبلٹس لکھ دی ہیں۔ یہ یاد سے کھانی ہیں۔ اِنشاءاللہ جلد صحتیاب ہو جائیں گے۔'' نوٹ پیڈ پر چند دوائیوں کے نام گھسیٹ کر وہ نتاشہ کو صفحہ پکڑا چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ویل ڈن نتاشہ۔آپ کی ابتدائی تدابیر کے باعث ان کا ٹمپریچر بہت زیادہ نہیں بڑھا۔" ان کی نظریں سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے ڈونگے اور گیلے رومال پر تھیں۔ رفعت بی نے ڈاکٹر کی بات کو غور سے سنا۔

"یہ سب میں نے ایک بہت اچھے ڈاکٹر سے سیکھا ہے۔" وہ ہنس دی۔

"کوشش کریں کہ ان کا ٹمپریچر زیادہ نہ بڑھے۔کوئی بھی پریشانی کی بات ہو مجھے فوراً کال کرنا۔"

"بہت شکریہ۔" اس نے سر کو خم دیا۔سلیم صاحب نیچے چل دیے۔نتاشہ پھر سے مرتاض کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"آپ نے ناشتہ کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"مرتاض ناشتے کو شرف بخشے یہ تو ناممکن ہے۔" دادی نے سراسر طنز کیا۔ وہ سر جھٹک کے رہ گیا۔ کم از کم وہ نتاشہ کی موجودگی کا ہی خیال کر لیتیں۔ مگر دادی تو دادی تھیں۔

"میں آپ کے شیف کو سوپ بنانے کا کہہ دوں؟" وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے رفعت بی سے اجازت مانگ رہی تھی۔

"ہاں کہہ دو۔" وہ مسکرائیں۔ نتاشہ دروازے کی جانب بڑھی۔

"اس کے بعد واپس اوپر آ جانا۔ ہمارے ساتھ لنچ کر کے جانا۔" اتنے اپنائیت بھرے لہجے پر اُس کے قدم رکے۔ کیا وہ صحیح سن رہی تھی؟ وہ حیرت کے مارے پلٹی۔

"اتنی حیران ہونے کی بات نہیں ہے۔ تم مرتاض کی دوست ہو۔ لنچ تو کر ہی سکتی ہو۔ ویسے بھی شاید تمہاری مروت میں ہی میرا پوتا سوپ پی لے۔ ورنہ مجھے تو کسی

خاطر میں نہیں لاتا۔'' وہ اب مرتاض کا سر دبا رہی تھی۔ جبکہ وہ تھکن کے باعث آنکھیں موند گیا تھا۔

''جی اچھا۔'' بامشکل حلق سے آواز نکلی۔ایک تو وہ اتنی محبت سے بول رہی تھیں۔ دوسرا انہوں نے اسے مرتاض کی دوست قرار دے دیا تھا۔اس کو زبردستی کے تھوپے گئے رشتے بہت برے لگتے تھے۔ مگر اخلاق کی خاطر چپ چاپ باہر نکل آئی۔

----------★-----------

کارپٹ سے چھپے فرش پر جگہ جگہ فائلز اور دیگر سامان بکھرا ہوا تھا۔ کہیں قدم رکھنے کی جگہ تک نہ تھی لیکن وہ اس انبار میں جانے کیسے کھڑا تھا۔ہاتھ الماری میں موجود سامان کو اُتھل پتھل کر رہے تھے۔ کسی چیز کی تلاش جاری تھی مگر مطلوبہ شے مل نہیں رہی تھی۔

''ڈیم اِٹ۔'' وہ جھنجھلا گیا۔

ہاتھوں کی انگلیوں کو بالوں میں پھیرتے ہوئے شہریار خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

اچانک کچھ اُس کے پیروں کے پاس آ گرا۔اُس نے جھک کر وہ سامان اٹھایا۔وہ شیشے کا ایک چھوٹا سا گلوب تھا جس کے اندر کپل ڈولز کھڑی تھیں۔سائیڈ پر موجود بٹن کو دباتے ہی میوزک ٹون گونجی اور وہ ڈولز گھومنے لگیں۔اب وہ سارا کام چھوڑے بہت اشتیاق سے اس گلوب کو دیکھنے لگا۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں ڈولز انسانوں میں تبدیل ہو گئیں۔ہاتھوں میں ہاتھ پکڑے وہ دونوں کسی اَن کہی دُھن کے ساز پر جھوم رہے تھے۔سیاہ آسمان سے گرتی برف گویا اس منظر کو کسی فیری ٹیل سا بنا رہی تھی۔

”تمہیں پہلی محبت کس سے ہوئی ہے؟“ لڑکے نے لڑکی کو گھماتے ہوئے پوچھا۔

”اپنے بابا سے۔“ وہ اُس کا ہاتھ تھامے گھوم رہی تھی۔

”اور مجھ سے؟“ وہ دونوں رُک گئے۔لڑکے کی نظریں لڑکی پر مرکوز تھیں۔

"تم سے بھی محبت ہوئی ہے۔ لیکن تم ہمیشہ میرے بابا کے بعد آتے ہو۔"

"میں تمہاری پہلی ترجیح نہیں ہوں؟" اُس کے چہرے پر کچھ عجیب سا تھا۔

"تم خود کو بابا سے کمپیئر مت کرو۔ وہ ہمیشہ میری پہلی محبت رہیں گے۔" وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے نرمی سے کہہ رہی تھی۔

"مجھے تمہاری پہلی ترجیح بننا ہے؟" اُس کا لہجہ اٹل تھا۔

"کیا میں تمہاری پہلی ترجیح ہوں؟" وہ اُلٹا اُس سے سوال کرنے لگی تھی۔ لڑکا چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"یہ میرا جواب نہیں ہے۔" وہ چند لمحات کے توقف سے بولا۔

"اگر میں تمہاری پہلی ترجیح ہوتی تو تم ہاں کہتے۔ اس طرح بات نہ پلٹتے۔" وہ مسکرائی۔ لڑکے کو اُس کی مسکراہٹ کھلی۔

www.novelsclubb.com

"ہم دونوں ایک دوسرے کی پہلی ترجیح نہیں ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمارے درمیان محبت نہیں ہے۔" وہ اُس کے قریب ہوتے ہوئے سرگوشی کرنے لگی۔ "جہاں محبت ہو وہاں پہلا یا آخری ہونے کی شرائط نہیں رکھی جاتیں۔ جو جیسا ہو ویسے ہی مان لیا جاتا ہے۔"

"یہ تو کمپرومائز ہوا۔" وہ بے اختیار بول اُٹھا۔

"زندگی کا سب سے بڑا سمجھوتہ ہی محبت ہے۔ زندگی سے محبت ہے اس لیے اتنی تکلیفوں اور برے حالات کے باوجود ہم زندگی ختم نہیں کرتے۔ کسی انسان سے محبت ہے تو اُس کے ساتھ کی خاطر اُس کی خامیاں بھی قبول کر لیتے ہیں۔ یہ سب سمجھوتہ ہی تو ہے۔"

"میں تمہارے معاملے میں سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔"

سارا منظر ایک بار پھر گلوب میں قید ہو گیا۔ میوزک کی ٹون اُس کے کانوں کو تکلیف دینے لگی۔ دونوں ڈولز پر نظریں رکھتے ہوئے اُس نے پوری شدت سے

گلوب دیوار پر دے مارا۔ شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ دونوں ڈولز الگ ہو کر دور جا گریں۔

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

---------★---------

''ہیپی برتھڈے سویٹ ہارٹ!'' ایک پر تعیش اور پر ہجوم ریسٹورنٹ کے ٹیرس والی ٹیبل پر موجود اسرار اپنی بیگم صباحت کی سالگرہ منا رہے تھے۔

''تھینک یو مائی لو۔'' ریڈ ویلوٹ لپسٹک سے لبریز ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

''اس برتھڈے پر مجھے آپ سے ایک سپیشل تحفہ چاہیئے۔'' کیک کا ٹکڑا اسرار کی جانب بڑھایا۔

''آج کے دن تمہیں سب مانگنے کی اجازت ہے۔''

''شہریار کو ایشال سے شادی پر راضی کرلیں۔''اس ایک جملے نے اسرار کی مسکراہٹ معدوم کردی۔

''تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔''کیک کا ٹکڑا ابھی تک ان چھوا تھا۔

''آپ جانتے ہیں کہ ایشال میری اکلوتی اور لاڈلی بھتیجی ہے۔اُس نے مجھ سے پہلی بار کسی چیز کی فرمائش کی ہے۔شہریار کے ساتھ کی فرمائش۔''آنکھوں میں امید کے دیے چمک رہے تھے۔

''میرا بیٹا کوئی کھلونا نہیں ہے جو تمہاری بھتیجی کی فرمائش پر اسے سونپ دوں۔''وہ خفا ہوئے۔ماحول کی بشاشت ماند پڑنے لگی۔

''میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ آپ ایک بار شہریار سے بات کرلیں۔ہو سکتا ہے وہ مان جائے۔''

''میں تمہاری خاطر اپنے بیٹے سے مزید نہیں لڑ سکتا۔''

"اسرار۔" آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں۔ "آپ کو لگتا ہے میری وجہ سے آپ کے اور شہریار کے تعلقات خراب ہوئے ہیں۔" وہ جواب کی منتظر تھیں۔ لیکن سامنے والے نے خاموشی کو ترجیح دی۔

"آپ کے اور آپ کے بیٹے کے تعلقات اس لیے خراب ہیں کیونکہ آپ نے اُس کی ماں کے مرنے کے چند دن بعد ہی ایک نئی عورت کو اپنی بیوی کی جگہ دے دی۔ جس وقت آپ کے بیٹے کو آپ کی ایموشنل سپورٹ کی ضرورت تھی اُس وقت آپ مجھ سے محبت جتانے میں مصروف تھے۔ قصور میرا نہیں ہے۔ آپ کا ہے۔ میں نے شادی کرنے کے لیے آپ کی منتیں نہیں کی تھیں۔ آپ آئے تھے میرے پاس۔" وہ انگلی ان کی جانب کیے شدتِ جذبات سے بولتی جا رہی تھی۔ آواز اتنی تھی کہ اُن کے علاوہ کوئی تیسرا یہ باتیں نہیں سن سکتا تھا۔ انہوں نے بے یقینی سے اپنی بیوی کو دیکھا۔ جو شاید پہلی بار اُن سے اس لہجے میں بات کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کوئی رسپانس نہ ملنے کے باعث صباحت نے اپنا پرس اٹھایا اور غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک کٹیلی نگاہ اسرار پر ڈال کر وہ آگے چل دیں۔ وہ خاموشی سے اپنی بیوی کو جاتے دیکھتے رہے۔ ایک خوبصورت دوپہر کا اختتام بہت کڑوا ہوا تھا۔

-----------★-----------

مرتاض کے کمرے میں موجود صوفوں پر نتاشہ اور رفعت بی بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہی تھیں۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھے سوپ کے پیالے سے بھاپ نکل کر ہوا میں تحلیل ہو رہی تھی۔ وہ بے توجہی سے اپنی انگلیوں کو دیکھ رہا تھا جبکہ نتاشہ کن اکھیوں سے وقتاً فوقتاً اس کو دیکھ لیتی تھی۔

موبائل کی رنگ ٹون بجی تو وہ ایکسکیوز کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی۔ کال اٹینڈ کرتے ہوئے ایک مسکراہٹ نے اُس کے چہرے کا احاطہ کیا۔

"میری بیٹی آج آفس میں نظر نہیں آ رہی۔" یوسف صاحب کی نرم آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"میں مرتاض کے گھر پر لنچ کر رہی ہوں۔"

"ابھی چند دن پہلے پارٹنر شپ ہوئی ہے اور اتنی جلدی گھر پر لنچ بھی ہو رہا ہے۔ آئی ایم امپریسڈ۔" لہجے میں شوخی چھپی تھی۔ نتاشہ کا بے اختیار قہقہہ گونجا۔

"بابا جان! مرتاض نے آج آفس سے آف کیا تھا۔ اس لیے اُس کے گھر آئی تھی۔ اُس کی دادی نے لنچ پر روکا تو منع نہیں کر سکی۔"

"میں نے ڈیٹیلز نہیں مانگیں۔" وہ ہنس دیے۔

"میں یہ سب اِس لیے بتا رہی ہوں تا کہ آپ کچھ ایسا ویسا نہ سوچیں۔"

"دیکھتے ہیں۔" وہ ایک بار پھر ہنس دیے۔ "یہ بتاؤ مرتاض نے آف کیوں کیا تھا؟" لہجے میں فکر تھی۔

"آپ کے فیورٹ بزنس مین کو اوورورک کی وجہ سے بخار ہو گیا ہے۔"

"میری طرف سے اُس کی طبیعت پوچھنا۔ وِش ہِم گڈ ہیلتھ۔" کال کٹ ہو گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے واپس کمرے میں آ گئی۔

"بابا آپ کی طبیعت کے لیے کافی فکر مند ہیں۔" وہ مرتاض سے مخاطب تھی۔

"آپ نے سر کو میری طبیعت کے بارے میں کیوں بتایا؟ وہ فضول میں پریشان ہو جائیں گے۔" حلق سے بامشکل آواز نکلی۔

"اگر میں بابا کو نہ بتاتی تو وہ بعد میں مجھ سے خفا ہو جاتے۔ اور میں بابا کی خفگی افورڈ نہیں کر سکتی۔"

"نتاشہ بیٹا اب تم خود اس لاپرواہ لڑکے کی حرکتیں دیکھ لو۔ سوپ ٹھنڈا ہونے والا ہے مگر اس کا دھیان ہی نہیں ہے۔ میری تو بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم بھی نہیں ہے کہ اس کے کان کھینچ سکوں۔ تم ہی کچھ سمجھاؤ۔"

"ڈاکٹر صاحب نے آپ کے سامنے کہا ہے کہ آرام کے ساتھ خوراک بھی ضروری ہے۔اب آپ اس طرح کریں گے تو ٹھیک کیسے ہوں گے۔"لہجہ نہ زیادہ نرم تھا نہ سپاٹ۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"تم اسے خود سوپ پلا دو۔اس طرح تو یہ نخرے ہی کرتا رہے گا۔"رفعت بی نے نتاشہ کا کندھا تھپکا۔اس نے بے بسی سے مرتاض کو دیکھا جو خود پریشانی سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں خود پی سکتا ہوں۔"نتاشہ کی مشکل آسان کرتے ہوئے اس نے سوپ کا پیالہ اپنے قریب کیا۔نتاشہ نے بے اختیار ایک سانس خارج کی۔

"گیٹ ویل سُون۔"نرمی سے کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔"اب میں چلتی ہوں۔اللہ حافظ۔"

"دوبارہ ملنے ضرور آنا۔ میں انتظار کروں گی۔" رفعت بی کھلے دل سے مسکرائیں۔

مرتاض سر جھٹک کے رہ گیا۔

"مجھے تو یہ لڑکی بہت اچھی لگی ہے۔" اُس کے جانے کے بعد وہ مرتاض کو کہنے لگیں۔ اُن کے انداز سے نتاشہ کے لیے پسندیدگی جھلک رہی تھی۔

"آپ کو تو ہر لڑکی ہی اچھی لگتی ہے۔" وہ جل کر بولا۔

-----------★-----------

"میں نے بہت سوچا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہماری پارٹی سے صرف تم ہی الیکشن لڑو گے۔"

"تو آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔" کافی کا کپ لبوں سے لگائے شہریار بولا۔

یقیناً مہرین نے اپنے باپ کو راضی کر لیا تھا۔

"دیکھو شہریار! مجھے اپنی پارٹی بہت عزیز ہے۔اس لیے کوشش کرو کہ نتاشہ والا چکر جلدی نمٹالو۔" جاوید صاحب سنجیدگی سے بولے۔

"میں اس معاملے میں جو کر سکتا ہوں۔ کر رہا ہوں۔"

"اپنی کوششیں تیز کرو۔ مجھے نہیں لگتا کہ یوسف کی بیٹی اتنی جلدی مانے گی۔"

"جاوید صاحب! مجھے معلوم ہے مجھے کیا کرنا ہے۔"

"اس بار جو بھی کرنا ہوش سے کرنا۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔" وہ اسے سمجھانے لگے۔

"شہریار آفندی اپنا اچھا برا بہتر جانتا ہے۔" اس کا انداز قطعی تھا۔

"تمہارے اچھے برے کے ساتھ اب تمہاری سیاست کا مستقبل جڑا ہے۔" جاوید صاحب آخری لفظ ادا کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویسے بھی شہریار کسی کی نصیحت سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

---------★---------

ہیلو میرے پیارے لوگوں! میں ایک نئے ولاگ کے ساتھ ایک بار پھر آپ کے سامنے حاضر ہو چکا ہوں۔" اسلام آباد کے مشہور ریسٹورنٹ میں موجود لڑکا بہت جوش سے ہاتھ میں کیمرہ پکڑ کے بول رہا تھا۔

"آج ہم ایک فوڈ چیلنج کرنے لگے ہیں۔ میرے دونوں دوست میرے ساتھ ہیں۔ ہم نے ریسٹورنٹ کا سارا مینیو آرڈر کیا ہے۔ ٹارگٹ یہ ہے کہ ہم نے ایک منٹ میں زیادہ سے زیادہ کھانا ہے۔ جو زیادہ کھائے گا وہ جیت جائے گا۔" کیمرے کا رُخ اب اُس کے سامنے موجود دو لڑکوں کی جانب تھا۔ ایک لڑکا مسکراتے ہوئے کچھ بول رہا تھا جبکہ دوسرا لڑکا سنجیدگی سے اپنے دوستوں کو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹوئسٹ یہ ہے کہ جیتنے والے کو ملیں گیں پورے پچاس ہزار روپے۔" اب وہ کیمرہ بند کرتے ہوئے اپنے دوستوں کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

"حمدان تم کبھی تو میرے ولاگ میں ہنس لیا کرو۔" لہجے میں ناراضی تھی۔

"مجھے تمہارے یہ فضول کام ہر گز پسند نہیں ہیں۔" چہرہ ابھی تک سنجیدہ تھا۔

''تم ولاگنگ کو فضول کہہ رہے ہو؟ تمہیں معلوم بھی ہے کہ ولاگرز کتنا کمار ہے ہیں؟''تیسرے دوست نے مداخلت کی۔

''ذیشان تم۔۔۔۔خیر چھوڑو۔''وہ کچھ کہتے ہوئے رک گیا۔

''تم جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو۔میں اپنے بارے میں تمہارے قیمتی الفاظ سننا چاہوں گا۔''کیمرے کو میز پر رکھتے ہوئے حیدر کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

''حیدر!''حمدان تحمل سے بولا۔''مجھے تم سے یا تمہارے ولاگز سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔بلکہ مجھے تمہارے فضول کانٹنٹ (مواد) سے مسئلہ ہے۔تم چاہو تو اس پلیٹ فارم کو کسی اچھے کام کے لیے استعمال کر سکتے ہو۔مگر تم فوڈ چیلنج کر رہے ہو۔ جس سے اس ریسٹورنٹ کے علاوہ کسی کا فائدہ نہیں ہو گا۔زیادہ سے زیادہ تمہارے ولاگ پر لائکس زیادہ ہو جائیں گے۔''

''میں افورڈ کر سکتا ہوں اسی لیے تو یہ چیلنج کر رہا ہوں۔ویسے بھی لوگ ایسی ویڈیوز زیادہ شوق سے دیکھتے ہیں۔''حیدر کرسی سے ٹیک لگا گیا۔

"تمہارے خیال میں ہمارے رب نے ہمیں مسخرہ بننے کے لیے پیدا کیا ہے؟ ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ یعنی اللہ کی بنائی ساری مخلوف سے افضل۔ اشرف المخلوقات کا صرف ٹائٹل ہی کافی نہیں ہے۔ انسان کو خود کو افضل ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش بھی کرنی چاہیئے۔" لہجہ حد درجہ نرم تھا۔ باقی دونوں بہت غور سے اپنے دوست کی باتیں سن رہے تھے۔

"حیدر! تمہیں دوسرے انسانوں کے لیے تفریح نہیں بننا۔ تمہاری اپنی ایک عزت ہے۔ تم نے کچھ کرنا ہی ہے تو لوگوں کا مسیحا بن جاؤ۔ لوگوں کا ہمدرد بن جاؤ۔ تم خود بخود اشرف المخلوقات کے تقاضوں پر پورا اتر جاؤ گے۔" اس دوران چار ویٹرز اپنے ہاتھوں میں موجود ٹرے سے مختلف کھانوں کی ڈشز میز پر سجانے لگے۔ چند منٹوں میں پوری میز کھانوں سے بھر گئی۔ ویٹر جا چکے تھے اور اب وہ تینوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"اب کھانا کھالیں؟" ذیشان نے ماحول میں پھیلے تناؤ کو کم کرنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"تم دونوں اتنے کھانے کا کیا کرو گے؟ ہم تین لوگ اگر بہت دل کھول کر بھی کھائیں تو پھر بھی یہ کھانا بچ جائے گا۔"

"ہم کونسا روز اتنا کھانا آرڈر کرتے ہیں۔ آج صرف چیلنج کی وجہ سے اتنا سب کچھ آرڈر کیا ہے۔" ذیشان نے منٹ مار گریٹا کا گلاس ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کو نہیں لگتا یہ کھانے کا ضیاع ہے؟ کیونکہ جو کھانا چیلنج کے بعد بچ جائے گا وہ تم ایسے ہی چھوڑ جاؤ گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنے پیسوں میں یہ کھانا آیا ہے اُتنے پیسوں میں تقریباً دو تین ضرورت مند خاندانوں کے مہینے کا راشن آجاتا۔ کسی کا بھلا ہو جاتا۔"

"ہم ہر وقت دوسروں کا کیوں سوچیں؟ انسان کو اپنے بارے میں بھی سوچ لینا چاہیئے۔" حیدر کافی ناخوش لگ رہا تھا۔

"تم نے وہ شعر تو سنا ہی ہوگا۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں“

”ہاں سنا ہے۔“ وہ دونوں بیک وقت بولے۔

”اس کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو انسان کا احساس کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ورنہ اللہ کی عبادت کے لیے تو فرشتے بھی کافی تھے۔انسان کے سینے میں موجود دل ہی اُس کو سب سے مختلف بناتا ہے۔دل نرم رہتا ہے تو انسان برکتوں کے سائے میں رہتا ہے۔دل سخت ہو جائے تو انسان اپنا درجہ کھو دیتا ہے۔“ حمدان کی بات میں دم تھا۔ لیکن باقی دونوں کے اعصاب پر یہ تجزیہ کافی ناگوار گزرا تھا۔

----------★----------

اپنے سامنے موجود لکڑی کے دروازے کو دھکیلتے ہوئے وہ اندر داخل ہوئی۔ سامنے بیٹھے نفوس نے سر اٹھایا۔ نظریں ملتے ہی ایک مسکراہٹ نے کرسی پر بیٹھی لڑکی

کے چہرے کا احاطہ کیا۔ نو وارد دروازہ بند کرتے ہوئے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

دونوں کے درمیان ایک لکڑی کی میز حائل تھی۔

"کیسے آنا ہوا؟" لہجہ بہت نرم تھا۔

"یہ بات آپ کو باہر بیٹھی میری ماں سے پوچھنی چاہیئے۔ وہ مجھے زبردستی لے کر آئی ہیں۔" چہرے پر بیزاری رقم تھی۔

"یعنی آپ اپنی مرضی سے نہیں آئیں۔" دوستانہ انداز میں کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھتی رباب کو دیکھا۔ وہ بالکل کنارے پر بیٹھی تھی۔

"اٹس اوکے۔ بہت سے لوگ میرے پاس اپنی مرضی سے نہیں آتے۔ مگر میں کوشش کرتی ہوں کہ اگلی بار وہ خود اپنی مرضی سے مجھ سے ملنے آئیں۔" سامنے بیٹھی رباب کو اِن باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

”میں آپ کا نام جان سکتی ہوں؟“

”رباب جلیل۔“

”رباب! آپ مجھے اپنے بارے میں مزید کچھ بتائیں۔“ وہ دوستانہ مسکرائی۔ کافی دیر تک وہ رباب سے اس کی پرسنل اور سوشل ڈیٹیلز پوچھتی رہی۔

”میں آپ کو اس بات کی گارنٹی دیتی ہوں کہ ہمارے درمیان جو بھی بات ہوگی وہ کسی تیسرے شخص کو پتہ نہیں چلے گی۔ میں آپ کی ہر بات کی پرائیویسی قائم رکھوں گی۔ اس لیے آپ اپنے دل کی ہر بات بلا جھجھک مجھے کہہ سکتی ہیں۔“ رباب اُس کو بے دھیانی سے سُنتے ہوئے میز پر رکھی گولڈن نیم پلیٹ دیکھ رہی تھی۔ جس پر بلیک پینٹ سے 'نور العین حسین۔ سینیئر سائیکولوجسٹ' لکھا تھا۔

”رباب آپ سن رہی ہیں۔“ رک کر پوچھا۔

"جی۔" یک لفظی جواب۔ نورالعین کچھ نہ بولی۔ وہ اب رباب کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

"میری ماما کو لگتا ہے میں پاگل ہو رہی ہوں۔" سامنے رکھی ماربل بال ہاتھوں میں گھمانے لگی۔

"انہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟"

"کیونکہ میں اپنی من پسند چیزوں کے بارے میں بہت پوزیسو ہوں۔ مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا جب کوئی میری فیورٹ چیز کو چھیننے کی کوشش کرے۔ لیکن یہ تو اچھی بات ہے ناں۔ انسان کو اپنے سے جڑی چیزوں اور لوگوں کے بارے میں پوزیسو تو ہونا چاہیے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم سب انسانوں کے اندر پوزیسونیس اور جیلسی موجود ہوتی ہے۔ یہ بالکل نارمل ہے۔" رباب نے آنکھیں اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھی سائیکولوجسٹ کو دیکھا۔ وہ اسے سمجھ رہی تھی۔

"مجھے شروع سے عادت ہے۔ جو پسند کرو اسے حاصل کرلو۔ میں نے سب کچھ آسانی سے حاصل کرنا سیکھا ہے۔ کبھی کسی چیز کو پانے کے لیے مجھے کوشش نہیں کرنی پڑی۔" رک کر گہری سانس لی۔ "اب جب وہ ایک شخص مجھے لاکھ کوششوں کے بعد بھی نہیں مل رہا تو میں جیسے ابنارمل ہوتی جارہی ہوں۔ مجھے ہر قیمت پر وہ چاہیئے۔ میں ہر بار اس کے پاس جاتی ہوں لیکن وہ میری طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔"

"انسان میں اور کسی بے جان چیز میں یہی تو فرق ہوتا ہے۔ وہ چیز زور زبردستی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر انسان نہیں۔ انسانوں کو جیتا جاتا ہے۔ حاصل نہیں کیا جاتا۔ اس لیے کسی انسان کو حاصل کرنے کے لیے بے جان چیز والی اپروچ استعمال نہیں کرتے۔"

"اگر میں اپروچ چینج کروں تو مجھے وہ مل جائے گا۔" اُس کی آنکھیں چمکیں۔

www.novelsclubb.com

"کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اُس کے سامنے موجود لڑکی کسی لڑکے کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔ لیکن یہ محبت یک طرفہ ہے اور وہ پہلے ہی سیشن میں اپنے کلائنٹ کی ناکام لوِسٹوری پر کوئی سفاک تجزیہ نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ پہلی بار اُس سے کب ملیں؟ مجھے مزید بتائیں تاکہ ہم مل کر کوئی حل ڈھونڈ سکیں۔" رباب کو اُس کے حوصلہ دیتے جملے اچھے لگے۔ وہ اب یونیورسٹی ٹائم کے قصے سنانے لگی۔

----------★----------

www.novelsclubb.com

جھونپڑیوں نما گھروں کی قطار کے سامنے ایک سلوِر گاڑی رُکی۔ مٹی سے اٹے بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس بچے اِس چمچماتی گاڑی کو دیکھتے ہوئے بھاگ کر ارد گرد اکٹھے ہونے لگے۔ اندر سے تین لڑکے باہر نکلے۔

السلام علیکم! پیارے بچوں۔" سفید شلوار قمیص میں ملبوس لڑکا گھٹنا موڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔ بچوں نے صرف ہنسنے پر اکتفا کیا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟" گرے جیکٹ والا لڑکا تھوڑا سا جھکا۔ بچے اب شرماتے ہوئے اپنا نام بتانے لگے۔

"یہ آپ کے لیے۔" وہ تینوں اب گاڑی میں رکھے کھانوں کے ڈبے نکال کر بچوں میں بانٹنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بچوں بڑوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ اپنا اپنا ڈبہ ملنے کے بعد وہ واپس اپنے گھروں کی طرف چل دیے۔ گاڑی کے پاس صرف وہ تینوں رہ گئے۔

www.novelsclubb.com

"تم ٹھیک کہہ رہے تھے حمدان۔" گرے جیکٹ والا لڑکا بولا۔ "جو سکون اِن معصوم بچوں کے چہرے پر خوشی دیکھنے سے ملا ہے وہ کبھی بھی اپنے فوڈ چیلنج کی ویڈیو کے لائکس دیکھنے سے نہ ملتا۔"

"ایک بات بتاؤں حیدر۔" وہ دھیرے سے مسکرایا۔ "یہ مادی چیزیں ہوتی ہی ایسی ہیں۔انسان کو اپنے اندر گُم کرنے والی۔انسان کو جب مادیت کی لت لگ جاتی ہی تو اُس کی حوس بڑھتی جاتی ہے۔ کبھی سکون نہیں ملتا۔لیکن جب انسان اپنا اصل مقصد پالیتاہے اور اُس کے لیے کوشش کرتا ہے تو گویا ایک سکون سا دل پر اُتر جاتا ہے۔"

"تمہاری عمر کتنی ہے حمدان ؟" تیسرے نے مداخلت کی۔

"کیوں پوچھ رہے ہو ذیشان ؟ کہیں حمدان کو اپنا گرو بنانے کا ارادہ تو نہیں ہے ؟" حیدر کی بات پر باقی دونوں دل کھول کر ہنسے۔

"یہ ہمارا ہم عمر ہے۔ لیکن اِس کا دنیا دیکھنے اور سمجھنے کا نظریہ بہت مختلف ہے۔یہ چیزوں کو بہت گہرے انداز میں پرکھتا ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے اِس پر رشک آتا ہے۔" ذیشان سنجیدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"کچی عمروں میں ملنے والے پکے زخم انسان کو اُس کی عمر سے بہت بڑا کر دیتے ہیں۔" وہ پھیکا سا مسکرایا۔

"امی کہتی ہیں ہر چیز میں کوئی نہ کوئی بھلائی ہوتی ہے۔ تمہارے ساتھ جو بھی ہوا۔ مجھے نہیں معلوم۔ لیکن اُس نے تمہاری عقل اور سمجھ کو مزید بڑھا دیا ہے۔ تمہاری یہی سمجھ تو سب سے قیمتی ہے۔" حیدر نے اُس کا کندھا تھپکا۔

"تمہاری امی بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔"

"ویسے حیدر کی امی کھیر بھی بہت ٹھیک بناتی ہیں۔ اگر کبھی کھانے کو مل جاتی تو نوازش ہو جاتی۔" ذیشان کی بات نے ماحول کے تناؤ کو کم کیا۔

"پہلی بار اس نے کوئی اچھی بات کی ہے۔" حمدان ہنس دیا۔

-----------★-----------

”میم! یہ آپ کے لے آیا ہے۔“ ریسپشینسٹ کیک کا ڈبہ اور سفید آر کڈ پھول لیے نتاشہ کے آفس میں داخل ہوئی۔

”کس نے بھیجا ہے؟“ غیر دلچسپی سے پوچھا۔

”شہریار آفندی صاحب نے۔“ لیپ ٹاپ پر کام کرتی اس کی انگلیاں تھمیں۔ اسی دوران اس کے موبائل پر "شہریار کالنگ" کا نوٹیفیکیشن جگمگایا۔

”تم یہی رکو ذرا۔“ ریسیپشنسٹ کو ہدایت کرتے ہوئے وہ کال اٹینڈ کرنے لگی۔

”مجھے امید نہیں تھی کہ تم پہلی بار ہی میری کال پِک کر لو گی۔“ شہریار کی آواز ابھری۔

”کام کیا ہے؟“ اس کا لہجہ کسی بھی لحاظ سے پاک تھا۔

”تمہارے بچپن کا دوست ہونے کی حیثیت سے میں تھوڑی سی مروت کا حقدار تو بنتا ہوں۔“ وہ ہنسا۔ ”دنیا میں کامیاب وہی ہوتے ہیں جو ماضی کی باتیں بھول کر

www.novelsclubb.com

مستقبل پر توجہ دیتے ہیں۔ میں سب بھول چکا ہوں۔ تم بھی بھول جاؤ۔ جو سب تم نے کانفرنس میں کہا اس کی نفی کر دو۔ ہم برابر ہو جائیں گے۔"

"تمہارے برابر ہونے کے لیے مجھے گھٹیا پن کے نچلے ترین درجے تک جانا پڑے گا۔ اس وقت میں بہت اونچی ہوں اور نیچے جانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔" نتاشہ کے الفاظ شہریار کو اندر تک جلا گئے۔

"مجھ میں اتنی مروت ہے کہ تمہارا انداق برداشت کر لوں۔" وہ خود پر قابو پاتے بولا۔

"لیکن میرے پاس تمہارے جیسے انسان کے لیے مروت تو کیا ہمدردی بھی نہیں ہے۔" وہ طنز سے بولی۔

"یہ دونوں چیزیں کوڑے میں پھینک دو۔ اور اگر دوبارہ شہریار آفندی کچھ بھیجے تو میرے پاس لانے سے پہلے ہی اسے کوڑے کی زینت بنا دینا۔" اس نے ندا کو ہدایت

دی اور کال پر موجود شہریار کا خون کھولنے لگا۔ مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتا تاشہ نے کال کاٹ دی۔

"ڈیم اِٹ۔" اُس نے اپنا موبائل فون دیوار پر دے مارا۔

"تم ایک ایک لمحے کو پچھتاؤ گی۔ شہریار آفندی اپنے دشمنوں کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔" وہ چلایا۔

----------★----------

لکڑی کے فرش پر جگہ جگہ کلر پینٹ کی ٹیوبز بکھری ہوئی تھیں۔ درمیان میں رکھے گول کینوس کے پاس فرش پر بیٹھ کر وہ ہاتھ میں موجود باریک برش کی نوک پر سفید پینٹ لگا کر اپنے پینٹ کیے منظر میں کچھ اضافہ کر رہا تھا۔ سیاہ آسمان پر ننھے منے ستاروں کے درمیان چمکتا باریک سا چاند۔ جس کی روشنی کے باعث ارد گرد نظر

www.novelsclubb.com

آتے درختوں کا ہلکا سا عکس نیچے بہتے دریا میں نظر آرہا تھا۔اپنی کارکردگی سے متاثر ہونے کے بعد احتیاط سے کینوس اٹھایا اور پاس رکھے ایزل پر ٹِکا دیا۔

فرش پر موجود بکھیرا اسمیٹا۔کچن میں جا کر گرین ٹی بنائی اور بالکونی میں رکھے سٹول پر بیٹھ گیا۔سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا تو چاند مکمل تھا۔اتنا مکمل کے دیکھنے والے کو اپنا وجود غیر مکمل لگنے لگے۔

"اللہ جی! آپ نے یہ دنیا اتنی خوبصورت کیوں بنائی؟انسان تو ہے ہی دل پھینک۔اتنی خوبصورت دنیا میں گُم نہ ہو تو کیا کرے۔"کپ لبوں سے لگایا۔

نوٹیفیکیشن ٹون کی آواز آئی تو جیب سے موبائل نکالا۔قرآن ایپ کا ڈیلی ریمائنڈر سکرین پر جگمگا رہا تھا۔اُس کی نظر ایک لائن پر اٹک گئی۔

"تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے۔" جانے کتنی بار وہ یہ لائن زیرِ لب دہراتا گیا۔

www.novelsclubb.com

"دھوکہ کیا ہوتا ہے؟" دماغ نے جیسے ایک لفظ پکڑا۔

"دھوکہ؟ یعنی کوئی ایسی چیز جو سچ نہ ہو۔ جو سچ سے گمراہ کردے۔"

"دنیا کیسے دھوکا دیتی ہے؟" ایک بار پھر ذہن پر زور دیا۔

"اپنی خوبصورتی میں گم کر کے۔ یعنی انسان کو اپنے اندر اِس قدر مصروف کردیتی ہے کہ وہ اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ اُسے لگتا ہے کہ یہی دنیا ہمیشہ رہے گی۔ اس لیے وہ مادیت پرست ہو جاتا ہے۔" گرین ٹی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ لیکن اُسے کوئی غرض نہ تھی۔

"اگر یہ دنیا خوبصورت نہ ہوتی تو یقیناً انسان اِس کی طرف اٹریکٹ نہ ہوتا۔ اس طرح تو نیک عمل پر قائم رہنا بہت آسان ہوتا۔ یعنی یہ دنیا اسی لیے خوبصورت بنائی گئی ہے کہ انسان اِس کی خوبصورتی میں گھومے پھرے مگر اپنے اصل مقصد کو یاد رکھے۔ اسی وجہ سے نیک لوگوں کا اجر بہت عظیم ہے۔" کوئی گتھی تھی۔ جو سلجھتی

جا رہی تھی۔ موبائل واپس جیب میں ڈال کر مسکراتے ہوئے ایک ہی گھونٹ میں ٹھنڈا بے ذائقہ مادہ حلق میں اُتار لیا۔

----------★----------

"آج دعوت پر آنا ضروری تھا کیا؟" اس نے اپنے باپ کے کان میں سرگوشی کی۔

"تمہاری پھپھو نے اتنے پیار سے بلایا تھا۔ میں انکار نہیں کر سکا۔" وہ مسکرائے۔

"آپ کو پتا ہے مجھے ان فیملی گیدر نگز سے سخت نفرت ہے۔"

"چند گھنٹوں کی ہی بات ہے۔"

"ان چند گھنٹوں میں آپ کی بہن میرا ذہنی سکون برباد کر دے گی۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ ایک دم چنبیلی کی خوشبو والا ائیر فریشنر فضا میں پھیل گیا۔ یہ خوشبو اسے سخت ناپسند تھی۔

www.novelsclubb.com

”نتاشہ تم نے تو کچھ کھایا ہی نہیں۔“ثمین پھپھو سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

”مجھے بھوک نہیں ہے۔“بدقت مسکرانے کی کوشش کی گئی۔

”یہ کھانا تھوڑی ہے جو بھوک دیکھ کر کھاؤ گی۔“سینڈوچ کی ٹرے اُس کی جانب بڑھائی۔

”میں بے وقت کچھ نہیں کھاتی۔“نرمی سے پلیٹ تھامتے ہوئے واپس رکھ دی۔

”یہ بتاؤ شادی کب کر رہی ہو؟“وہ اپنے پسندیدہ ٹاپک کو پکڑ چکی تھیں۔اب اِن سے جان چھڑانا ناممکن تھا۔

”کبھی نہیں۔“دوٹوک جواب دیا۔یوسف صاحب نے اپنی ہنسی دبائی۔

”تم کبھی نہیں سدھرو گی۔“خفگی چھپانے کو ہنسیں۔”تمہاری عمر میں میرے دو بچے تھے۔“

www.novelsclubb.com

"کیونکہ آپ نے محبت کی شادی کی تھی۔ جبکہ میرے پاس محبت جیسی فضولیات کے لیے بالکل وقت نہیں ہے۔" چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔ کڑوے مائع نے حلق کی کڑواہٹ مزید بڑھادی۔

"بچے کدھر ہیں؟ نظر نہیں آرہے۔" یوسف صاحب نے تناؤ کم کرنا چاہا۔

"فرہاد اپنے دوست کی شادی پر گیا ہے۔ آمنہ یونیورسٹی میں ہے۔" فروٹ کیک کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھا۔

"آپ کو نہیں لگتا فرہاد بھائی کی شادی کی عمر ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں بتیس سال کے تو ہو گئے ہوں گے۔" پھپھو کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔

"لڑکوں کی عمر سے فرق نہیں پڑتا۔ لڑکی کی عمر تیس سے زیادہ ہو جائے تو اس کے اچھے رشتے نہیں آتے۔" وہی روایتی جملہ۔

”مجھے ایسا نہیں لگتا۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کو اپنی مرضی کی عمر میں شادی کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔ ویسے بھی عمر کیا ہے؟ زندگی کے گزرے چند سال۔ اس لیے عمر کو اچھے رشتوں کا معیار بنایا سراسر بے وقوفی ہے۔“ یوسف صاحب کی بات نے ایک پل کو ثمین کو لاجواب کر دیا تھا۔ نتاشہ نے فخر سے اپنے باپ کو دیکھا۔

”تم تو رہنے ہی دو۔ عورت کو زیادہ آزادی دینے کا انجام تم سے بہتر کون جانتا ہے۔ تمہاری بیوی تمہارے ہی دوست کے لیے تمہیں چھوڑ کے چلی گئی تھی۔“ جذبات کی رو میں وہ کچھ زیادہ ہی تلخ ہو گئی تھیں۔ چائے کا کپ تھامے نتاشہ کے ہاتھ ٹھنڈے پڑنے لگے۔ اُس نے سانس لینے کی کوشش کی۔ مگر گویا کسی نے ماحول سے ساری ہوا کھینچ لی تھی۔ کانپتے ہاتھوں نے کپ واپس میز پر رکھا۔

”آپ غلط بات کر رہی ہیں۔ میری ساتھ اگر کچھ برا ہوا ہے تو اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ساری عورتوں کو اِس میں گھسیٹ لیں۔“ اُن کی آواز غصے سے اونچی ہو گئی۔ نتاشہ نے اپنے باپ کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔ اِس کا دل تیز

تیز دھڑکنے لگا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہیلز میں بند پاؤں تیزی سے باہر کی طرف بھاگے۔ یوسف صاحب نے افسوس سے اپنی بیٹی کو باہر جاتے دیکھا۔

گارڈن میں پہنچتے ہیں ہمت جواب دی گئی۔ وہ بیٹھتی چلی گئی۔ کانپنے میں شدت آگئی۔ اُس نے منہ کھول کر گہری سانس لی۔ ایک۔ دو۔ تین۔ وہ سانس لیتی جا رہی تھی۔ ارد گرد دیکھتے ہوئے اس نے نظر آنے والی تین چیزوں کے نام لیے۔ پھر سنائی دینے والی تین چیزیں۔ پھر اپنا ہاتھ، پاؤں اور سر ہلایا۔ سانس بحال ہونے لگی تھی۔

"میں نتاشہ یوسف ہوں۔ میں کمزور نہیں ہوں۔" خود کو یاددہانی کرواتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر ایک نظر اپنے سامنے موجود گھر کو دیکھا۔ اس گھر میں گزرا کوئی ایک لمحہ بھی خوشگوار نہیں تھا۔

------------★------------

بیڈ پر رکھے لیپ ٹاپ کی سکرین کی روشنی نے اس کے چہرے کو واضح کیا۔ سیاہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر۔ تھکان زدہ چہرہ اور بے رنگ آنکھیں۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے اپنی انگلیوں کو تیزی سے حرکت دیتے ہوئے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"مجھے معلوم تھا کہ مجھ سے چھپ کر تم کمرے میں اپنے منحوس لیپ ٹاپ کے ساتھ کام کر رہے ہو گے۔" دروازہ کھولتے ہی دادی نے طنز کا تیر چلایا۔

"کام میرا سکون ہے۔ کام نہیں کروں گا تو مر جاؤں گا۔"

"اتنے بڑے بول نہ بولا کر مرتاض۔ اللہ کرے تجھے میری بھی عمر لگ جائے۔" وہ گھبراتے ہوئے اُس کے پاس آئیں۔

"اس وقت آپ کی یہ دعا مجھے بد دعا لگ رہی ہے۔"

"ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ زندگی کی دعا کسی کے لیے بھی بد دعا نہیں ہوتی۔" قریب ہو کر اُس کا ماتھا چوما۔ کل کی نسبت آج بخار کی شدت کم تھی۔

"میں تھک گیا ہوں دادی۔ رشتوں کی محرومیوں سے۔ تنہائی سے۔ اپنی زندگی سے۔" وہ خود کو کمزور محسوس کر رہا تھا۔ شاید بیماری کا اثر تھا۔

"میرے بچے تم ایسی باتیں کرو گے تو میں کیا کروں گی۔ میرے زندہ رہنے کی واحد امید تم ہی ہوں۔" وہ رو رہی تھیں۔ مرتاض نے لیپ ٹاپ فولڈ کر کے سائیڈ پر رکھا۔ اُن کے بوڑھے ہاتھ تھامے اور انہیں اپنے برابر بیڈ پر بٹھا لیا۔

"آئی ایم سوری۔ آپ کو ہرٹ کرنے کے لیے۔" وہ اُن کی گود میں سر رکھ گیا۔

"مجھے تمہاری باتیں تکلیف نہیں دیتیں۔ تمہارا خود کو سزا دینا تکلیف دیتا ہے۔ تم کیوں خود کو اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا دے رہے ہو؟ کیوں؟" وہ اُس کے بال سہلانے لگیں۔

"اگر اُس دن میں نے وہ فیصلہ نہ لیا ہوتا تو شاید آج حالات مختلف ہوتے۔ ہم سب اکٹھے ہوتے۔ مگر اُس ایک فیصلے کی وجہ سے سب بکھر گیا۔"

"تمہارا فیصلہ بالکل ٹھیک تھا۔ کبھی نہ کبھی تو سچ نے سامنے آنا ہی تھا۔"

"میں حقیقت کھلنے کا انتظار کر سکتا تھا۔ مگر نہیں۔ مجھے تو ہر چیز اپنے طریقے سے کرنے کا شوق تھا۔" پچھتاوے کا سانپ اُس کے وجود کو ڈس رہا تھا۔

"جو ہو گیا ہے اُس پر پچھتانے سے صرف حال خراب ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے تم اُس بارے میں مت سوچو۔"

"کیسے نہ سوچوں۔ اُس ایک فیصلے نے مجھ سے میری قیمتی شے چھین لی۔ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔" آنکھ کے کونے سے آنسو ٹوٹ کر بیڈ شیٹ میں جذب ہو گیا۔ ایک لمبی خاموشی نے ماحول کا احاطہ کر لیا۔

"آپ جا کر آرام کریں۔ میں نے آپ کو بہت تنگ کر لیا ہے۔" وہ کمپوزڈ ہو گیا تھا۔

"میں جاؤں گی تو تم اکیلے میں خود کو تکلیف دیتے رہو گے۔" وہ پریشان تھیں۔

www.novelsclubb.com

''میں پرامس کرتا ہوں۔ آپ کے جانے کے فوراً بعد سو جاؤں گا۔'' وہ اٹھ بیٹھا۔ دادی کے ہاتھ چوم کر یقین دہانی کروائی۔

''مجھے تم پر یقین نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی جا رہی ہوں۔ نیند پوری کر لینا۔'' اُس کا کندھا تھپکتے ہوئے وہ باہر کی جانب بڑھ گئیں۔

----------★----------

بوجھل قدم کمرے میں داخل ہوئے۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ بلب جلانے کی زحمت کیے بغیر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ جھک کر اپنے پاؤں ہیلز سے آزاد کیے۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر موبائل فون پاور آف کر دیا۔ اس وقت وہ صرف تنہائی چاہتی تھی۔ کبھی نہ ختم ہونے والی تنہائی۔

''تم ایک کمزور لڑکی ہو۔'' کسی نے کان میں سرگوشی کی۔

''میں کمزور نہیں ہوں۔'' آواز کانپی۔

"تم میرے بغیر کبھی سروائیو نہیں کر سکتیں۔" کوئی ہنسا۔

"مجھے کبھی تمہاری ضرورت نہیں تھی۔" وہ چلائی۔ آنکھوں سے پانی بے اختیار بہنے لگا۔

"تم آج تک اپنی ماں کے چلے جانے کے صدمے سے باہر نہیں نکل سکیں۔ تم آج بھی اپنی ماں کے لمس کو ترستی ہو۔"

"نہیں! تم جھوٹے ہو۔" دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ دیے۔ رونے میں شدت آگئی۔ تکلیف تھی کہ بڑھتی جارہی تھی۔

"میں کمزور نہیں ہوں۔" بے دردی سے گال رگڑے۔

"نتاشہ یوسف کمزور نہیں ہے۔" ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ روشن کیا۔ کمرے میں ہلکی زرد روشنی پھیل گئی۔ بیڈ سے اترتے ہوئے وہ باتھروم کی طرف بھاگی۔ واش بیسن پر کھڑے ہو کر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارے۔ سردی کے باعث چہرہ

www.novelsclubb.com

سُرخ پڑنے لگا۔جب ٹھنڈ سے ہاتھ سُن ہونے لگے تو نلکا بند کر کے وہیں دیوار سے ٹیک لگالی۔ماضی کی یادیں ذہن کے پردے پر اُبھرنے لگیں۔

”وِل یو بی مائی فرینڈ؟“(کیا تم میری دوست بنو گی۔)ریڈ ٹی شرٹ اور ڈارک بلو شارٹس میں کھڑے بچے نے معصومیت سے پوچھا۔

”آئی ڈونٹ لائک بوائز۔“(مجھے لڑکے پسند نہیں۔)ڈارک بلو فراک اور شارٹ باب بالوں والی لڑکی نے بُرا سا منہ بنایا۔

”میں گُڈ بوائے ہوں۔“وہ اُس کے ساتھ بینچ پر بیٹھ گیا۔

”مجھے گُڈ بوائز نہیں پسند۔وہ ہمیشہ روتے رہتے ہیں۔“

”میں نہیں روتا۔میں سٹرونگ ہوں۔میں سپر مین دیکھتا ہوں۔“بڑے فخر سے اپنے بارے میں بتایا۔

”مجھے بیٹ مین پسند ہے۔“وہ ہنسی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بابا میرے لیے چاکلیٹس لائے ہیں۔ہم شئیر کر سکتے ہیں۔"

"سچی؟" وہ جوش کے مارے بینچ سے نیچے اتری۔

"ہاں۔اگر تم مجھ سے دوستی کر لو۔" لڑکے نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔

"اوکے۔" ہاتھ تھام لیا گیا۔

"بلو فراک۔تمہارا نام کیا ہے؟"

"تم سارے بوائز ڈمب ہوتے ہو۔دوستی کر لی۔نام پوچھا نہیں۔" اُس کے انداز پر لڑکے نے شرمندگی سے سر کھجایا۔

"میں نتاشہ یوسف ہوں۔"

"میں شہر یار ہوں۔"

"تمہیں اپنے بابا کا نام نہیں پتا؟" وہ ہنسی۔

"مجھے اپنا نام اس طرح زیادہ پسند ہے۔" لہجے میں فخر تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے منظر بدلنے لگا۔ بینچ وہی تھا۔ لیکن وہاں بیٹھے دو لوگ چھوٹے بچے نہیں تھے۔ بلکہ نوجوان تھے۔

"نتاشہ تم کس یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے رہی ہو؟"

"جس یونیورسٹی سے بابا نے ڈگری لی ہے۔" چاکلیٹ شیک کا سپ لیا۔

"تمہارے بابا کے علاوہ بھی دنیا میں لوگ ہیں۔ تم اِدھر اُدھر بھی ذرا دھیان دو۔"

"بابا میرے رول ماڈل ہیں۔ اس لیے جو بابا کرتے ہیں مجھے بھی وہی کرنا ہے۔" لہجے میں عزم تھا۔

"میں تو اپنی مرضی کی یونیورسٹی ڈیسائیڈ کروں گا۔" اس کے ہاتھ سے شیک چھین کر اپنے لبوں سے لگا یا۔

"تمہارا کوئی رول ماڈل نہیں ہے۔ اس لیے تم سب کچھ الگ کرنا چاہتے ہو۔" رخ شہریار کی جانب موڑا۔

www.novelsclubb.com

”میں اپنا رول ماڈل خود ہوں۔“ چاکلیٹ شیک کا خالی گلاس پاس پڑی ڈسٹ بِن میں اُچھالا۔

”تم بہت سیلف آبسیسڈ ہو۔“ وہ ہنسی۔

”میرے لیے ہمیشہ پہلے نمبر پر میرا اپنا آپ ہے۔ باقی دنیا کی مجھے پرواہ نہیں۔“ کیا انداز تھا۔

”مجھے پتا تھا۔ تم صرف دکھاوے کے لیے مجھے بیسٹ فرینڈ بولتے ہو۔ ورنہ میرے ہونے یا نہ ہونے سے تمہیں کچھ خاص فرق نہیں پڑتا۔“

”ایسی بات نہیں ہے۔“ بازو بڑھا کر نتاشہ کے کندھے پر رکھا۔ ”تم مجھے بہت عزیز ہو۔ لیکن میری اپنی ذات کے بعد۔“

”جھوٹ۔اصل میں تمہاری پہلی پرائیوریٹی تم خود ہو۔دوسری تمہاری مام۔ تیسرے نمبر پر تمہارا پولیٹیکس کا جنون۔چوتھے نمبر پر تمہارا بزنس میں انٹرسٹ۔ اور سب سے آخر میں آتی ہے نتاشہ یوسف۔“ لہجے میں ناراضگی واضح تھی۔

”تمہارے علاوہ اس دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو شہریار کو شہریار سے بہتر جانتا ہو۔“لبوں پر گہری مسکراہٹ اُتری۔

”کاش تم بھی نتاشہ کو اچھی طرح جان سکتے!“

”اوہ رئیلی!“ وہ بے اختیار ہنسا۔”تمہاری سب سے پہلی محبت تمہارے والد صاحب۔دوسری محبت ہائی ہیلز۔تیسری محبت چاکلیٹس۔اور آخری محبت۔۔۔“ دانستہ طور پر جملہ ادھورا چھوڑا۔

”جب تم بات ادھوری چھوڑتے ہو تو زہر لگتے ہو۔“ہاتھ بڑھا کر اپنے کندھے پر موجود اُس کا ہاتھ ہٹایا۔

"اب میں اپنا نام تو نہیں لے سکتا۔ کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں۔ آخری محبت نہیں۔"

"بات تو صحیح ہے۔" وہ دونوں اس بات پر دل کھول کر ہنسے۔

"تمہارے جیسے سیلف آبسیسڈ لڑکے سے میں کبھی محبت نہ کروں۔" انداز میں شوخی تھی۔

"جیسے میں تو تم جیسی بابا آبسیسڈ لڑکی سے محبت کرنے کے لیے مچل رہا ہوں۔"

قہقہوں کی گونج میں یہ منظر دھندلا پڑنے لگا۔ وہ واپس اپنے باتھ روم میں آچکی تھی۔ ٹھنڈے فرش نے اُس کے وجود کو سُن کر دیا تھا۔ مگر شاید یہ ماضی کی یادیں اُسے اِس ٹھنڈ سے بے حِس کر رہی تھیں۔ جو بھی تھا۔ بہت بُرا تھا۔

-----------★-----------

بلیک کافی کا مگ لبوں سے لگائے گارڈن کے درمیان بینچ پر بیٹھا مرتاض اپنے سامنے موجود مالی کو کیاری میں پودے لگاتا دیکھ رہا تھا۔ ذرا اوپر دیوار پر بوگن ویلیا کی بیل سے گہرے گلابی پھول جھانک رہے تھے۔ آفس سے آف کرنے کی وجہ سے وہ پہلی بار ان چیزوں پر غور کر رہا تھا۔ قدموں کی آہٹ سنائی دی تو ایک لمحے کو اُس کا دھیان بٹا۔ اور اس ایک لمحے میں وہ جان گیا تھا کہ پیچھے کون ہے۔

"اتنی صبح آپ کا آنا کیسے ہوا؟" وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ لیکن مڑا نہیں۔

"آپ کو کیسے معلوم کہ میں ہوں؟" وہ اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"vibes!" وہ مسکرایا۔

"میں آفس جا رہی تھی۔ سوچا آپ کی طبیعت دیکھ لوں۔" وہ فریش تھی۔

"میں اب کافی بہتر ہوں۔ آپ کے آنے کا شکریہ۔"

''اِس کا مطلب ہے کل سے آپ آن ڈیوٹی ہوں گے۔''رُخ موڑ کر اپنے پیچھے کام کرتے مالی کو دیکھا۔

''اگر دادی کا ڈر نہ ہوتا تو میں آج سے ہی آن ڈیوٹی ہوتا۔'' وہ ہنس دیا۔

''یہ کون سے پھول ہیں؟''اُس کا اشارہ کیاری کی طرف تھا۔

''مجھے اِس بارے میں زیادہ نہیں معلوم۔ لیکن ہم جمشید بابا سے پوچھ سکتے ہیں۔''

کافی کا خالی مگ بینچ پر رکھتے ہوئے وہ مالی کی جانب بڑھا۔ نتاشہ اُس کے پیچھے چل دی۔ پھولوں کے بارے میں کافی سوال کرنے کے بعد وہ دونوں اب خاموشی سے جمشید بابا کے مہارت سے چلتے ہاتھ دیکھ رہے تھے۔

''آپ اپنے ہاتھوں سے یہ پودا کیاری میں لگانا چاہتی ہیں؟''اچانک سوال پر اُس نے مرتاض کو دیکھا۔سیاہ آنکھیں گہری بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں اور سمندر کی لہروں کی مانند واپس پلٹ گئیں۔

''آپ بہت دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔مجھے لگا شاید۔۔''معذرت خواہ انداز میں جملہ ادھورا چھوڑا۔سچویشن ایک دم آکورڈ ہو گئی تھی۔

''میں جو پودا بھی اپنے ہاتھوں سے مٹی میں لگاتی ہوں وہ مرجھا جاتا ہے۔''چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

''آپ اور میں مل کر ایک پودا لگاتے ہیں۔اس دفعہ نہیں مرجھائے گا۔''

''مرجھا جائے گا۔مجھے معلوم ہے۔''

''میں مرجھانے نہیں دوں گا۔''نتاشہ نے اُس کے چہرے کو دیکھا۔وہ مسکرا رہا تھا۔وہ بھی مسکرا دی۔ایک دفعہ کوشش کرنے میں کیا حرج تھا۔

وہ دونوں اب جمشید بابا کے پاس بیٹھ گئے۔مرتاض نے کیاری میں لگی مٹی کو تھوڑا سا کھود کر پودے کے لیے جگہ بنائی۔نتاشہ نے احتیاط سے پودا اٹھا کر کیاری میں رکھا۔مرتاض نے باقی مٹی برابر کر دی۔اب وہ پودے کو پانی دے رہی تھی۔

"آپ اپنے پودے کو دیکھنے آیا کریں گی؟" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہمارا پودا۔ کیونکہ ہم دونوں نے مل کر محنت کی ہے۔"

"ہمارے پودے کو دیکھنے آنا ہوگا آپ کو۔" وہ ہنس دیا۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو۔" ایک نظر اسے دیکھا۔

"مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا۔ جب مرضی آئیں۔"

"اصل میں آپ کی دادی کو میں کچھ خاص پسند نہیں ہوں۔" وہ آہستگی سے بولی۔

مرتاض کا بے اختیار قہقہہ گونجا۔

www.novelsclubb.com

"دادی کو اِس گھر میں آنے والی کوئی لڑکی بھی پہلی نظر میں اچھی نہیں لگتی۔ لیکن اُس کے جانے کے بعد وہ اُس لڑکی کی تعریفوں کے پُل باندھ دیتی ہیں۔"

"انٹرسٹنگ۔" وہ بینچ پر بیٹھ گئی۔ وہ اُس کے سامنے کھڑا رہا۔

"ناشتہ کریں گی؟" اُسے لگا بات کرنے کو سب ٹاپک ختم ہو گئے ہیں۔

''تھینک یو۔میں بابا کے ساتھ ناشتہ کر چکی ہوں۔'' ایک دم نتاشہ کا فون تھر تھرایا۔کال اٹینڈ کر کے فون کان کو لگایا تو گویا کسی نے کانوں میں صور پھونک دیا۔اُس کا چہرہ سفید پڑنے لگا۔ایک جھٹکے سے وہ بینچ سے اُٹھی اور دروازے کی طرف بھاگی۔جتنا تیز وہ بھاگ سکتی تھی وہ بھاگ رہی تھی۔

----------★----------

www.novelsclubb.com